مطبوعات

فلسفۂ تعلیم و تربیت

مؤلفہ: محمد عطیہ الابراشی پروفیسر علم النفس، دار العلوم مصر۔
مترجمہ: جناب رئیس احمد صاحب جعفری۔

شائع کردہ: کتاب منزل کشمیری بازار لاہور و فریر روڈ کراچی۔
قیمت، مجلد مع گرد پوش، تین روپے بارہ آنے (صفحات ۳۶۸)

حکمرانوں اور رئیسوں کا مصر عام مسلمانوں کے رجحانات کے خلاف تہذیب و سیاست میں بھی اور تعلیمات میں بھی فرنگی نقطۂ نگاہ کو پوری وفاداری و نیازمندی سے قبول کر چکا ہے۔ چنانچہ علم و ادب کی دنیا کی تعمیر مغرب سے درآمد کردہ فکری مسالے سے ہو رہی ہے۔ آج کل مصر دوسرے مسلمان ملکوں سے جتنا تقلیدِ مغرب میں آگے ہے، اتنا ہی وہ مغربی علوم پر کتابیں شائع کرنے اور یورپین مصنفین کی کتابوں کے تراجم پیش کرنے میں بھی پیش پیش ہے۔ اس طرح وہ مشرقِ وسطیٰ کا علمی و ادبی لیڈر بن رہا ہے۔ پاکستان میں بھی مصر کی "علمی ترقیوں" کے بھرم سے کچھ لوگ متاثر ہیں اور وہ کسی مصری کتاب کے ترجمے کو بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

ہمارے سامنے جس مصری کتاب کا ترجمہ مذکورہ بالا عنوان سے تبصرے کے لئے رکھا ہے، یہ اپنے موضوع پر معلومات تو خاصے سمیٹے ہوئے ہے، لیکن اس پر بھی گواہ ہے کہ مصر کا اپنا فکری افلاس کس انتہا درجے کی پستی پر پہنچ گیا ہے کہ تعلیم و تربیت کے اصول، فلسفے اور نظام پر جو کچھ اس کے مصنفین کو مغرب سے ملتا ہے اس پر کسی طرح کی تنقید کئے بغیر اور اس میں کوئی ردّ و بدل کئے بغیر جوں کا توں اٹھا لاتے ہیں۔ ان کے ذہن سے یہ بات نکل ہی گئی ہے کہ اسلام جو ہمہ تن ایک "تعلیمی و تبلیغی" دین ہے اور جس کا بڑا مقصد ہی یہ ہے کہ اپنے خاص نظامِ زندگی کے لئے مطلوبہ نوعیت کے انسان تعمیر کرے اور ان کی ذہنی، اعتقادی، اخلاقی اور عملی تربیت کا اہتمام کرے، اپنا کوئی خاص زاویۂ نظر تعلیم و تربیت کے باب میں رکھتا ہے۔ یہ کتاب جن مطالب پر مشتمل ہے وہ غلامانہ ذہنیت کے ساتھ اس طرح قبول کئے گئے ہیں گویا عرش بریں سے وحی

اتر بیچی ہو اور اس میں تحریف و ترمیم کرنا منافیٔ ایمان اور مفسدِ آخرت ہوگا۔

ہمارے ملک کے مشہور ادیب رئیس احمد صاحب جعفری نے اس کتاب کو اردو کا جامہ پہنانے کے لئے منتخب کیا ہے۔ بلاشبہ ان کی خدمت اس لحاظ سے قدر کی مستحق ہے کہ ہماری نوخیز نسل کے اساتذہ اور والدین اور عام پڑھے لکھے لوگ اس کے ذریعے یہ جان سکتے ہیں کہ مغربی ممالک نے اپنے فلسفۂ حیات کے سانچے میں مستقبل کے انسانوں کو ڈھالنے کے لئے کتنی فکری کاوشیں اور کتنے عملی تجربات کر ڈالے ہیں اور تعلیم و تربیت کے فن کو فروغ دینے کے لئے کتنے ہی مختلف مدارس فکر و عمل وجود میں آچکے ہیں ——

لیکن جب ہم اس نقطۂ نظر سے سوچتے ہیں کہ ہمیں ایک اسلامی نظام تعلیم و تربیت کی تعمیر میں یہ کتاب کس حد تک مدد دے سکتی ہے تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ ایک مصری کتاب کا ترجمہ شائع کرنے سے بہتر یہ ہوتا کہ جعفری صاحب بطور خود ایک نئے زاویۂ نگاہ کے ساتھ مغرب کی کاوشوں سے استفادہ کرتے ہوئے کوئی تحقیقی چیز پیش کرتے۔ لیکن چونکہ ترجموں کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، اس لئے بدرجۂ آخر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کتاب پر ایک جامع مقدمہ ایسا لکھا جانا چاہئے تھا جس میں اسلامی فلسفۂ تعلیم و تربیت کو نمایاں کیا جاتا اور اسی فلسفہ کی روشنی میں پیشِ نظر کتاب پر مترجم خود ایک تبصرہ فرما دیتے۔ یہ چیز عام مطالعہ کرنے والوں کو بڑی مدد بہم پہنچاتی۔

تاہم اب جبکہ ایک کتاب ہمارے سامنے تبصرہ کے لئے آئی ہے تو اب ہم اس پر اسی حیثیت سے غور کریں گے جیسی کچھ کہ یہ ہے۔

کتاب سے ہمارا اولین تاثر یہ ہے کہ اس میں روانی و بے ساختگی کی کمی ہے۔ یہ چیز اگر اصل کتاب میں تھی تو قصور مصنف کا ہے، لیکن اگر یہ ترجمہ کی وجہ سے ہے تو ذمہ داری مترجم پر ہے۔ اس قسم کے خشک موضوعات پر جو کچھ لکھا جائے اس میں اگر زبان کی شگفتگی اور اسلوب کی ندرت موجود نہ ہو تو پڑھنے والوں کی تعداد ہمیشہ کم رہا کرتی ہے۔

کتاب کے ابواب کی ترتیب یا پھر ان کی عنوان بندی میں کچھ نہ کچھ بے تکا پن جھلکتا ہے۔ مثلاً پہلا باب "تربیت اور اس کا مفہوم" ہے، دوسرا "تربیت کی اہمیت" اور پھر متعدد ابواب تربیت کی اقسام کے متعلق

چلتے ہیں، لیکن یکایک دیکھتے ہیں تو ساتواں باب محض "تربیت" کے عنوان سے سامنے آجاتا ہے۔ اسی طرح چوتھا باب ہے "صحیح اور موزوں تربیت" لیکن اس کے ساتھ ہی پانچواں باب "تربیت صحیحہ" کا ہے۔ دونوں کے عنوان کے معنی و مفہوم میں کوئی فرق نہیں۔ اکیسواں باب "مدرسہ" کا ہے اور بائیسواں بھی اسی عنوان سے ہے۔ اکتیسواں باب ہے "بچوں کی توجیہیں" اور اس عنوان کا کچھ مفہوم سمجھ میں نہ آسکے گا تاوقتیکہ سارا باب نہ پڑھ لیا جائے۔

علاوہ بریں اصطلاحات کے تراجم میں بھی ضروری حد تک غور و خوض نہیں کیا گیا بلکہ بیشتر اصطلاحات اصل کتاب سے جوں کی توں لے لی گئی ہیں جو مصری ذہن کے لئے تو قابلِ ہضم ہیں، لیکن اردو کا مزاج ان کو جزو بدن نہ بنا سکے گا۔ مثلاً طریقۂ تنقیبہ، طریقۂ تدریب و مزاولت، طریقۂ ابتکار و انتاج ——— وغیرہ۔ اسی طرح انگریزی اصطلاح THE MEASURMENT OF INTELLEGENCE کا ترجمہ "ذہانت کا پیمانہ" کیا گیا ہے۔ اس کے بجائے "پیمائشِ ذہانت" موزوں تر تھا، لیکن دونوں صورتوں میں اصطلاح کا مزاج تمام تر انگریزی ہی بنتا ہے۔ اردو میں قابلیتوں اور ذہنی و دماغی خوبیوں کے بارے میں ناپنے اور پیمائش کرنے کے محاورات نہیں پائے جاتے، بلکہ یہاں ان امور کے لئے "تولنے" کا محاورہ استعمال ہوتا ہے، جیسے کہ اقبالؔ نے کہا ہے کہ:-

بندوں کو گنا کرتے ہیں، تولا نہیں کرتے!

پس مذکورہ اصطلاح کو اردو کے مزاج کے سانچے میں ڈھلنے کی صورت میں صحیح ترجمہ ہوگا "میزانِ ذہانت" اور اس کے ساتھ "وزنِ ذہانت"، "توازنِ ذہانت" وغیرہ کی اصطلاحات بھی وجود میں آئیں گی، جو اپنے اپنے موقعوں پر کام دیں گی۔

بہر حال تعلیم و تربیت کے فن پر ہمارے ہاں کتابوں کی جو کمی ہے، اس کے پیشِ نظر ہمیں اس کتاب کا خیر مقدم کرنا چاہیئے۔ اس کے معلومات افزا ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ (ن-ص)

منشورِ اقوامِ متحدہ

مرتبہ و مترجمہ: جناب احمد عبد اللہ المسدوسی صاحب بی، اے، ایل، ایل، بی۔
شائع کردہ: مکتبہ خدام ملت۔ اے۔ ایم۔ ۴۔ فریر روڈ۔ کراچی۔

قیمت: مجلد مع گرد پوش۔ سات روپے (صفحات ۴۷۹)

آج کی دنیا کی بین الاقوامی سیاست کے دامِ اقوام گیر کی مرکزی گرہ مجلس اقوامِ متحدہ ہے اور معاملات کی ساری ڈوریوں کے سرے اسی گرہ پر آکے جڑتے ہیں۔ پس آج یہ ناگزیر ہے کہ دنیا کے حالات کا صحیح فہم حاصل کرنے کے لئے اقوامِ متحدہ کے ادارے کی نوعیت، اس کے نظم، اس کے دستور، اس کے بنیادی اصولوں اور اس کے طریقِ کار کو سمجھا جائے۔ علاوہ بریں چونکہ اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور مضامین میں اقوامِ متحدہ کی ذیلی تنظیموں، اس کے منشورات اور سمجھوتوں کا برابر ذکر آتا رہتا ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہوگیا ہے کہ اخبار بین طبقے کو معلوم ہو کہ میثاقِ مجلسِ اقوام، منشورِ اٹلانٹک، اعلانِ ماسکو، اعلانِ طہران، اعلانِ پوٹسڈم وغیرہ کیا ہیں، اور اسی طرح بین الاقوامی تنظیم پناہ گزیناں، بین الاقوامی تعمیری بنک، بین الاقوامی تنظیم صحت وغیرہ ادارت کی حقیقت کیا ہے۔ اس قسم کی معلومات کے لئے یورپ کی ہر زبان میں نوبہ نو کتابیں شائع ہوتی رہتی ہیں اور مدیرانِ جرائد، مصنفین، اربابِ سیاست اور عام تعلیم یافتہ لوگ ان سے برابر استفادہ کرتے ہیں۔ لیکن اردو زبان میں معلوماتی اور خصوصاً کتبِ حوالہ (BOOK OF REFERENCES) وغیرہ فراہم کرنے کا اہتمام نہیں ہے۔ خود اقوامِ متحدہ کے متعلق بھی کوئی جامع کتاب اب تک نہ تھی۔ لیکن پیشِ نظر اس موضوع پر خاصی جامع ہے۔ اقوامِ متحدہ کے تمام اداروں، تمام منشورات و اعلانات وغیرہ کی تفصیلات پیش کر دی گئی ہیں۔

جہاں تک ترجمہ کا تعلق ہے، قانونی دستاویزات کا ترجمہ کرنا اپنے اندر جو مشکلات رکھتا ہے، افسوس ہے کہ مترجم اُن سے پوری طرح عہدہ برآ نہیں ہو سکے، اس وجہ سے ترجمہ نہایت جامد ہوگیا ہے۔ یعنی یہ بات صاف جھلکتی ہے کہ قانونی زبان اور اصطلاحات کا کوئی ماہر ترجمہ نہیں کر رہا۔

ہماری رائے میں کتاب کی قیمت ضرورت سے زیادہ ہے۔

اسلام اور اشتراکیت

مؤلفہ: پیرزادہ ابوالضیاء محمد بہاء الحق صاحب قاسمی امرتسری۔
شائع کردہ: ادارۂ قاسمیہ، وزیر آباد۔

قیمت: مع محصول ڈاک دس آنے (صفحات ۸۰)

مؤلف نے اس پمفلٹ میں اشتراکی فلسفۂ نظام کے خلاف اسلام ہونے پر مختصراً ضروری معلومات جمع کی ہیں اور اس کے بالمقابل اسلام کے نقطۂ نظر کو واضح کیا ہے۔ کتاب بہرحال غیر مفید نہیں، لیکن اس موضوع پر پہلے جو چند چیزیں شائع ہو چکی ہیں، ان پر کسی پہلو سے مؤلف نے کوئی اضافہ نہیں کیا۔

امتیاز راہ

مؤلفہ: اسرار احمد صاحب سہارنپوری ایم، اے، ایل، ایل، بی (علیگ)

شائع کردہ: فتح آباد کتاب گھر، زیر دروازہ حافظ آباد۔ ضلع گجرانوالہ۔

قیمت: بارہ آنے (صفحات ۰۷)

یہ مختصر سی کتاب دراصل جرمن نومسلم محمد اسد کی مشہور تالیف "اسلام دوراہے پر" سے ماخوذ ہے۔ اسرار احمد صاحب نے اس ایمان افروز کتاب میں ایک خاص اثر محسوس کیا، اور پھر اس کے مضامین کے اقتباسات لے کر ان پر تبصرے کے طور پر ایک سلسلۂ مضامین قلمبند کیا جس کے اجزا مختلف رسالوں میں شائع ہوتے رہے۔ اب اسی سلسلۂ مضامین کو امتیاز راہ کے عنوان سے موصوف نے پیش کر دیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے ہمارے نوجوان خاصا استفادہ کر سکتے ہیں۔

کتاب کو دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ اس کی طباعت و کتابت کیوں اتنی پست رہ گئی۔ اس معاملے میں وقت کے معیار و ذوق سے بے اعتنائی برتنا اچھی اچھی کتابوں کو صف اول میں جگہ پانے سے باز رکھتا ہے۔

قانونِ مکافات

مؤلفہ: جناب ضیاء الہدیٰ صاحب

شائع کردہ: مکتبۂ دین و دانش۔ کھیناکنواں۔ بانکی پور، پٹنہ۔

قیمت: نیم مجلد مع گرد پوش ایک روپیہ (صفحات ۶۲)

اس کتاب کا نفسِ مضمون یہ واضح کرتا ہے کہ دنیا میں بھی، اور خصوصاً آخرت میں انسانی اعمال اپنے جو نتائج دکھاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے قانونِ مکافات کے تابع ہوتے ہیں۔ مؤلف، نے قانونِ مکافات کے

ضروری پہلوؤں سے تعارف کرانے کی جو کوشش کی ہے وہ اسلامی نقطۂ نظر کی مظہر ہے۔ مؤلف کے الفاظ میں اسلام کے واضع کردہ قانونِ مکافات کی تعبیر یہ ہے کہ:۔

"انسانی فطرت کا فیصلہ یہی ہے کہ جو امن کا طالب ہو، اسے امن نصیب ہو، جو توڑ پھوڑ اور انتشار میں کوشاں ہو اسے انتشار ہی کے حوالے کر دیا جائے، جو دوسروں کو سکھ پہنچائے اُسے سکھ ملنا چاہیے، جو دوسروں کا سکون چھینے اس کا سکون سلب ہو جانا چاہیے، جو صلاحیت بہم پہنچائے اسے انتظام سونپ کر سرفراز کیا جائے، جو صلاحیت کھو دے اسے انتظام سے بے دخل کر دیا جائے، جو امانت دار ثابت ہو اسے انعام و ترقی دی جائے اور جو خیانت کرے اسے رسوا کیا جائے۔"

دو باتیں کتاب کے مطالعے سے محسوس ہوئی ہیں۔ ایک یہ کہ زبان اور انداز بیان جدید ذہن کے تقاضوں کے پورے پورے لحاظ پر مبنی نہیں ہے، دوسرے یہ کہ حقائقِ دین کو عقلی رنگ دینے RATIONALISE میں کچھ کچھ بتدیانہ تقدیم جھلکتا ہے۔ اور کوئی قابلِ اعتراض چیز محسوس نہیں ہوئی۔ مقدمہ ملک نصراللہ خاں صاحب عزیز کے قلم سے ہے۔

ماہنامہ رحیل

زیرِ ادارت: آبادشاہ پوری و عاصی ضیائی رام پوری۔

مقامِ اشاعت: یعقوب خاں روڈ۔ کراچی۔

چندہ سالانہ درج نہیں۔ فی پرچہ ۸ر۔

یہ نیا رسالہ سلسبیل (دہلی) کا خلف ہے اور خلف الرشید ہے۔ رحیل کی ترتیب، اس کے مندرجات اور اس کا ظاہر سلسبیل کے مقابلے میں ترقی یافتہ ہے۔ اسلامی ادب کے محاذ پر یہ نیا سپاہی اپنے جن اسلحہ و فن کے ساتھ آیا ہے، اس کے پیشِ نظر اس سے خاصی توقعات وابستہ کی جاسکتی ہیں۔ لیکن یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ ترقی پسندوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے "چیک بک" یا "رسید بک" کا سا ڈھانچہ اختیار کرنے کی ضرورت کیا تھی؟ یہ جدت یورپ اور امریکہ میں دورانِ جنگ کے کاغذی قحط کا لحاظ کرتے ہوئے اختیار کی گئی تھی

جس کی نقالی ہمارے بعض ترقی پسند حضرات نے محض "برائے جدت" کی تھی لیکن رجیل کو اس ترقی پسندی کی کیا ضرورت پیش آئی ——— ہمیں اس کا علم نہیں۔

اس ماہنامے میں روس کے مشہور مفرور عہدے دار کراوت شنکو کی کتاب "میں آزادی کو پسند کرتا ہوں" کا ترجمہ بالاقساط شائع ہو رہا ہے جس سے روس کی دفتری اور عوامی زندگی کا اصل نقشہ واضح ہو کر سامنے آتا ہے۔

عزم

مرتبین: محمد انور مسلم سرحدی، بشیر احمد ارشد، ظفر اللہ خاں۔

زیر نگرانی: اسلامی جمعیت طلبہ پاکستان۔

مقام اشاعت: نزد تھانہ گوالمنڈی، لاہور۔

چندہ سالانہ: پانچ روپے۔ فی پرچہ ۲؍۔

یہ ہفتہ وار جریدہ ان پُرعزم طلبا کا جاری کردہ ہے جو پاکستان کے تخت پر اسلام کو حکمران دیکھنا چاہتے ہیں اور جن کی خواہش یہ ہے کہ انھیں ایسا نظام تعلیم میسر آئے جو انھیں اور ملتِ پاکستان کے تمام نوخیز فرزندوں کو اسلامی ذہنیت اور اسلامی سیرت سے آراستہ کر کے اس قابل بنا دے کہ وہ کل کے "اسلامی نظام" کے لئے اچھے لیڈر، اچھے کارکن، اچھے شہری اور اچھے سپاہی ثابت ہو سکیں۔

یہ صالح فطرت نوجوان اپنے جریدے کے ذریعے اپنے طرز فکر کو دوسرے طلبا تک پہنچانے اور اسلامی قدروں کو کالجوں اور اسکولوں میں ابھارنے کی کوشش کے علاوہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ طلبا کے حقوق ان کو دلوانے میں مدد کریں، ان کے مطالبات کو کارپردازانِ تعلیم تک پہنچائیں، ان کی تعلیمی اور دوسری مشکلات کو حل کریں اور ان کی ذہانت و قابلیت میں اضافہ کرنے کی مختلف تدبیریں اختیار کریں۔

عزم کے مضامین میں تنوع اور دلچسپی کے عناصر کو بڑھانے کے لئے ابھی اس کے مرتبین کو بہت کچھ کرنا ہے، تاہم یہ جریدہ اس حیثیت سے قدر کا مستحق ہے کہ یہ خود طلبا ہی کا مرتب کردہ ہے جن کی ابتدائی کوششیں آئندہ کے لئے خاصی امیدیں دلاتی ہیں۔ طلبا کے زیر اہتمام کالجوں کے جو میگزین وغیرہ عام طور پر شائع ہوتے ہیں ان میں جس طرح مغربیت کے جراثیم پھیلانے کی کوشش کی جاتی ہے سطحی قسم کی

جو "کامیابی سیاسیات" ان پر اثرانداز ہوتی ہیں، عشق و محبت کی داستان طرازیوں پر مشتمل ادب و اشتراکیت زدہ شاعری جس طرح ان پر اپنا پرتو ڈالتی ہے، عزم ان سب مفسدات سے پاک ہے اور سنجیدہ سلم طرزِ فکر پر مبنی ہے۔ . . . . عزم نے فی الحقیقت ایک خلا کو پُر کیا ہے۔

دروس القرآن (تین حصے)

مؤلفہ: صوفی نذر محمد صاحب سیالؔ، ایم اے۔

ملنے کا پتہ: شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور۔

ضخامت ہر حصہ ۲۹۷ صفحات سائز خورد۔ قیمت: ایک روپیہ بارہ آنے۔

عربی سے آشنا ہونے اور قرآن سے قریب تر آنے کے لئے یہ ایک مبارک اور مفید کوشش ہے۔ اس میں عربی قواعد ذہن نشین کرانے کے لئے قرآنی مفرد الفاظ، مرکب جملے اور آیتیں درج کی گئی ہیں۔

تعلیمی نقطۂ نظر سے اس میں کئی غلطیاں اور خامیاں پائی جاتی ہیں جن کی اصلاح ضروری ہے۔ مثلاً

(۱) ابتدائی اسباق ہی میں نعبی، اجری جیسی ثقیل اصطلاحات کا استعمال اور بغیر کسی ترتیب و تدریج کا لحاظ کئے افعال سالم اور غیر سالم پر مشتمل تمرینات کی تفصیل مبتدی کے ذہن کو الجھاؤ میں ڈال سکتی ہے۔

(۲) اس قسم کی ابتدائی تعلیمی کتابوں میں نحو، صرف، لغت اور صحتِ کتابت کا پورا پورا اہتمام ہونا چاہئے تھا لیکن اس کتاب میں یہ کمی پوری طرح نمایاں ہے۔ البیت الخالیہ اور ہذا رجلان جیسی ترکیبیں اس کتاب میں ملتی ہیں۔ اسی طرح مسنون کا ترجمہ "سنت کیا گیا" بالکل مہمل ترجمہ ہے۔ نیز قرآن میں یہ اس معنیٰ میں مستعمل ہی نہیں ہے۔ . . . . حما مسنون کے معنیٰ ہیں "خمیر اٹھایا ہوا گارا"

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی بھی قابلِ غور ہیں:۔

مسکونۃ، رہنے کی جگہ مغتسل، غسل کیا ہوا مغاضبا، غضب کیا ہوا۔

تیسرا لفظ لفظاً اور معناً دونوں طرح مسخ ہو گیا ہے۔ اصل میں یہ لفظ مغاضباً بمعنیٰ غضبناک، قرآن میں مستعمل ہوا ہے۔

اس قسم کی لفظی اور معنوی خامیوں کو دور کر دیا جائے تو یہ کتاب نوخیز نسل کو قرآن سے متعارف کرانے میں کافی حد تک ممد و معاون ہو سکتی ہے۔ (ع، غ۔ ح)